www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکرو نظر

دینی تعلیم و تحقیق اور عصری تقاضے

"اسلامی تعلیم و تحقیق انسٹیٹیوٹ" کے زیر اہتمام مورخہ ۳۰ر نومبر ۹۸ء کو ایک عظیم تعلیمی سیمینار منعقد ہوا جس میں قدیم و جدید نصاب ہائے تعلیم کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا۔ اسی سیمینار میں زیر نظر مقالہ بھی پڑھا گیا جو ہم ادارتی صفحات میں شائع کر رہے ہیں۔ مجلس تحقیق اسلامی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس سیمینار کے اہم مقالات و تقاریر محدث کے شمارہ بابت فروری ۹۹ء میں شامل اشاعت ہوں گی۔ ان شاء اللہ! (ادارہ)

پاکستان میں آج جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں، ان حالات میں اس موضوع کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے۔ ہماری حکومت پندرھویں دستوری ترمیم کے ذریعے ملک میں کتاب و سنت کی بالا دستی منظور کرانے کے لئے کوشاں ہے۔ اس بل کے مضمرات کیا ہیں، اس کی کوئی ضرورت ہے یا نہیں، یہ میری گفتگو کا موضوع نہیں تاہم اس تحریک اور ترمیمی بل کے آنے کا یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ سنجیدہ فکر علمائے کرام سے لے کر عام مسلمان بھی اسلام کے لئے سوچنے، اس پر غور و فکر کرنے اور اس سلسلے کی رکاوٹوں اور مشکلات پر بحث و تمحیص کرتا نظر آتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک عرصہ سے یہ خیال بڑی جسارت سے پھیلایا گیا کہ ۱۴ صدیاں پرانا اسلام زمانے کا ساتھ نہیں دے سکتا اور یہ جدید حالات میں قابل عمل نہیں اور اس وقت دنیا میں سیاسی اور معاشی حالات اس نوعیت کے ہیں کہ شریعت کی روشنی میں ان کا حل ممکن نہیں۔

بلاشبہ عرصہ دراز سے مکمل کتاب و سنت کا نفاذ متروک رہا ہے۔ جن ممالک میں شریعتِ طاہرہ پر عمل ہوا، اُن میں شریعت کے ساتھ ساتھ غیر شرعی قوانین کی پیوند کاری بھی ہوتی رہی۔ مگر قابل غور بات یہ ہے کہ یہ تاثر کیوں اُبھرا، اس کے اسباب کیا ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ایک بڑا سبب وہ ہے جو ترک میں "کمالی" انقلاب پر تبصرہ کرتے ہوئے امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے بیان فرمایا ہے، اُن کے الفاظ ہیں:

"یہ اس عقیم نصابِ تعلیم کا نتیجہ تھا جس نے نئے انداز کو نظر انداز کیا اور ان علماء کا قصور تھا جو ہنوز افلاطون اور ارسطو کے دور کی چار دیب کشی میں مصروف ہیں۔ دنیا بدل گئی، علوم و فنون کہاں سے کہاں پہنچ گئے، فکر و نظر کا معیار کچھ سے کچھ ہو گیا ہے، ذہنوں کے سانچے یکسر بدل گئے لیکن

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہمارے علماء ہنوز یونانیوں کے پس خوردہ پر قناعت کئے ہوئے ہیں۔ وہ عصر حاضر کے مسائل فرسودہ کتابوں سے حل کرنا چاہتے ہیں۔ اور نئے سوالات کے جواب پرانی کتابوں میں تلاش کر رہے ہیں۔ اس کا علاج یہ نہیں ہے کہ ہم کسی کو برا بھلا کہیں اور بڑھتی ہوئی لادینیت پر صفِ ماتم بچھائیں بلکہ اصل خرابی کو سمجھیں، زمانے کے تقاضوں سے آشنا ہوں، نئے اندازِ نظر سے واقفیت حاصل کریں، جدید علوم وفنون کو نصاب میں شامل کریں، مذہب کے اصلی سرچشموں تک رسائی حاصل کریں، تقلیدِ جامد کے شیوۂ قدیم کو ترک کریں، کتاب وسنت کی اصل نصوص کو غور وفکر کا مرکز بنائیں، نظر میں وسعت اور فکر میں گہرائی پیدا کریں اور خود ساختہ رسم ورواج کی بندشوں سے آزاد ہوں..... اگر ہم نے ایسا کرلیا تو عصر حاضر کی مشکلات کو حل کرسکیں گے اور لادینی کے سیلاب کو روک سکیں گے، ورنہ ہماری کہنہ دیواروں میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ وقت کے اس تیز وتند دھارے کو روک سکیں"

غور فرمائیے کہ منطق وفلسفہ قطعاً دینی علوم نہیں۔ خیر القرون میں اس کا کہیں تصور نہیں۔ بلکہ اِن علوم کی یلغار سے جب مسلمان متاثر ہوئے تو علمائے امت نے اسے اپنے نصاب میں شامل کیا۔ اس کے خدوخال کو دیکھا پرکھا بلکہ آگے بڑھ کر ان میں مجتہدانہ بصیرت حاصل کیا اور ببانگِ دُھل اس کا اعلان بھی کیا کہ محض منطق علومِ عقلیہ کی میزان نہیں ہے۔ جسکی تفصیل ردُّ المنطقیین میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اسی طرح برصغیر پر ۷/۸ سو سال تک مسلمان حکمرانوں نے حکومت کی۔ ان کی زبان عموماً فارسی تھی تو یہاں پر صرف ونحو سے لے کر حدیث وقرآن پاک سے متعلقہ علوم کو فارسی زبان کا لباس پہنادیا گیا۔ اور عربی کی طرح فارسی بھی ہماری درسی زبان رہی مگر ادھر کچھ عرصہ سے یہ فارسی نصاب آج مدارس کے نصاب سے خالی نظر آتا ہے، کیوں؟..... جواب بالکل واضح ہے کہ یہ اب ہماری دفتری زبان نہیں رہی اور اس کی ضرورت کم ہوگئی ہے۔ مسلمان حکومت کے خاتمہ کے بعد انگریز یہاں وارد ہوا، اس نے اپنی زبان کو ہوا دی اور انگریزی کو دفتری زبان قرار دیا۔ عموماً علمائے کرام نے حالات کے تناظر میں، مذہب اور مسلمان کے تحفظ میں اس کی مخالفت کی۔ مگر اس کمی کو انگریز حکمرانوں نے پورا کرنے اور اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے مسجد ومدرسہ سے ہٹ کر سکول، کالج وغیرہ قائم کئے اور ان میں انگریزی زبان کی تعلیم وتعلّم کو لازم قرار دیا۔ جس کا نتیجہ ہے کہ پاکستان بن جانے کے ۵۰ سال بعد بھی ہم اس خلیج کو پاٹ نہیں سکے۔ کالج اور مدارس کے طلباء میں یکسانیت نظر نہیں آتی۔ ایک دوسرے کو دین سے دور بلکہ بے دین ہونے کا طعنہ دیتا ہے تو دوسرا اُسے قدامت پسند اور عقل وفکر سے عاری تصور کرتا ہے..... معاذ اللہ!

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ نصاب کچھ ترمیم کے ساتھ مدارس کے نصاب میں شامل کر

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

لیا جاتا تو کالجز میں انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ جو انگریزی تہذیب ہمیں نظر آتی ہے اور جس کا شکوہ بھی ہم بڑی شدت سے کرتے ہیں، اس کی آج نوبت نہ آتی۔ فارسی، مسلمانوں کی زبان تھی اور ۷ / ۸ سو سال انہوں نے ہی برصغیر پر حکمرانی کی۔ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ یہاں کی ہندو قوم نے بھی فارسی زبان سیکھی، اس کے فوائد و ثمرات بھی حاصل کیے مگر انہوں نے فارسی تہذیب کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ اپنی اپنی تہذیب و ثقافت کا تحفظ کیا۔ ہم بھی اگر اپنے نونہالوں کو مدارس کے دینی ماحول میں انگریزی کی تعلیم دیتے جو وقت کی ضرورت تھی تو آج انہیں دین سے دوری اور لادینیت کا طعنہ نہ دیتے۔

بہر حال عرض یہ کرنا تھا جیسا کہ مولانا ابو الکلام نے فرمایا کہ اگر ہم نے آگے بڑھ کر اسلام کو پوری دنیا میں متعارف کرانا ہے اور پوری دنیا کے لیے اس کی ہدایت وراہنمائی سے روشناس کرانا ہے تو ضروری ہے کہ ......"جدید علوم و فنون کو نصاب میں شامل کریں۔ مذہب کے اصلی سرچشموں کی طرف رجوع کریں اور کتاب و سنت کے اصل نصوص کو اپنی غور و فکر کا مرکز بنائیں"

مسلمان اسلام کو اللہ کا آخری دین، قرآنِ مجید و فرقانِ حمید کو آخری کتاب اور نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرتا ہے۔ پھر جو دین اور کتاب قیامت تک کے لیے اپنی بقا اور اس پر عمل کرنے والی ایک جماعت کی موجودگی کی خبر دیتی ہے، جس دین کے احکام پر ہر عہد میں ایک جماعت عمل کرنے والی رہی ہو اور رہے گی، ظاہر ہے کہ اس کے احکام دائمی ہوں گے، ہر زمانے اور ہر عہد میں ان پر عمل آسان ہوگا۔ ایسی صورت میں بتلایئے اسلام کو کس طرح جامد تصور کیا جا سکتا ہے؟ جب اسوۂ حسنہ ﷺ قیامت تک کے لیے ہے تو اس کا منطقی تقاضا ہے کہ اس تغیر پذیر دنیا میں کتاب و سنت کے احکام پر عمل میں کوئی دشواری محسوس نہ ہو۔ قدیم فقہی ذخیرہ بلا شبہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اس سے استفادہ کا بھی کوئی صاحبِ علم منکر نہیں مگر یہ بات بھی ایک بدیہی حقیقت ہے کہ ان قدیم فقہائے کرام کے سامنے نہ تو یہ جدید حالات تھے اور نہ ہی اِن موجودہ تقاضوں سے وہ باخبر تھے۔ انہوں نے اپنے دور کے مسائل پر غور و فکر کیا اور کتاب و سنت کی روشنی میں انہیں حل کرنے کی کوشش کی۔ لوگوں کی ضرورتوں کا اندازہ کر کے کچھ آئندہ رونما ہونے والے واقعات کے بارے میں بھی انہوں نے مشورے دیے۔ مگر کوئی کتنا ہی عالم اور صاحبِ فکر و نظر کیوں نہ ہو، وہ صدہا برس آگے کے حالات کا پورا اندازہ نہیں کر سکتا۔ وہ ماضی کے واقعات اور حالات کے تجربوں کی روشنی میں مستقبل کو قیاس کر کے کوئی رائے دے گا تو قدم قدم پر غلطیوں کا امکان ہی نہیں، ان کا وقوع یقیناً ہوگا اور ہوتا بھی رہا۔ یہی وجہ ہے احوال و ظروف سے بے نیاز ہو کر سابقہ نظائر پر فتویٰ دینے پر علمائے امت نے شدید نکیر کی ہے جس کی تفصیل علامہ ابن عابدین کے رسالہ "المفتی" میں دیکھی جا سکتی ہے۔ علیم و خبیر صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہے جس کے سامنے ماضی بے نقاب اور مستقبل بے حجاب ہے۔ زمان و مکان کے تمام

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تغیرات اسی کے علم میں ہیں، اس لیے اس نے ہر دور کی ضرورتوں کے مطابق ہدایات دیں اور انہیں قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا۔ اور یہ اعلان بھی کر دیا کہ ﴿ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيْنًا ﴾ "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا" (سورۃ المائدہ : ۳)

بلکہ بڑے وارننگ کے انداز میں اس دین کی مخالفت کرنے سے خبر دار کیا کہ

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِيْ الآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾
"اسلام کے سوا جس نے کوئی دوسرا دین پکڑنا چاہا تو وہ اس سے ہر گز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ نقصان اُٹھانے والوں سے ہوگا" (القرآن)

حضرات صحابہ کرام نے اسی اسلام کو اپنا نصب العین بنایا اور انہیں زندگی کے کسی مرحلہ میں کوئی دشواری محسوس نہیں ہوئی۔ عہدِ نبوی کے بعد اسلام جزیرۃ العرب سے نکل کر عجم کو بلادِ اقصی تک پہنچا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تقریباً ساڑھے ۲۲ لاکھ مربع میل کا علاقہ دائرہ اسلام میں شامل ہوا۔ قیصر و کسریٰ کی عظیم سپر پاور سلطنتیں سرنگوں ہوئیں۔ عرب کے صحرا نشین روم و ایران کے وارث بنے۔ جو لوگ کسی ملک و بستی کی قیادت سے نا آشنا تھے، وہ اب لاکھوں بستیوں اور شہروں کی نگرانی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور وہ بھی اس شان دناز سے کہ لوگ اپنے ہم عقیدہ اور اپنے حکمرانوں کو بھول گئے۔ حِمص کے یہودیوں اور عیسائیوں نے اس سلسلے میں جو کچھ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح سے کہا، تاریخ کے اوراق میں ان کی یہ شہادت آج بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

حضرت عمرؓ فاروق جن کی جہاں گیری اور جہاں داری کی مدح وستائش میں سبھی رطب اللسان ہیں، اسلام سے پہلے وہ کس خطہ کے فرمانروا تھے اور کس قبیلہ کے وہ سردار تھے ؟ لیکن حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کے بعد جب قیصر و کسریٰ جیسے متمدن ممالک اُن کے قبضے میں آئے تو ان کا ایسا انتظام کیا کہ اس کی نظیر پیش کرنا جوئے شیر لانے کی مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کے علاوہ انہوں نے نہ کوئی تعلیم حاصل کی، نہ ہی درسگاہِ نبوت کے علاوہ کہیں سے کچھ حاصل کیا۔ لیکن کتاب وسنت کے مطالعہ اور ان میں غور و فکر سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی صلاحیت عطا فرمائی کہ جس کام کو وہ اختیار کرتے، کامیابی ان کے قدم چومتی۔ اُن کی فتوحات کے نتیجہ میں بے شمار نئے مالی و معاشرتی مسائل پیدا ہوئے جن کا حل انہوں نے قرآن وسنت کی روشنی میں پیش کیا۔ عراق و شام فتح ہوا تو صحابہ کرام کی رائے تھی کہ سابقہ دور کے مطابق مفتوحہ اراضی مالِ غنیمت کے طور پر فوج میں تقسیم کر دی جائے۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے اختلاف کیا کہ اگر ایسا ہی کیا گیا تو اجتماعی نظام نہ قائم ہو سکے گا اور نہ ہی سلطنت کی حفاظت اور باقی ماندہ مسلمانوں کی کما حقہ دیکھ بھال ہو سکے گی۔ مگر باقی صحابہ کرامؓ تقسیم کے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

فیصلہ پر مصر تھے بالآخر حضرت عمرؓ نے سورۃ الحشر کی آیت ﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ ……﴾ پیش کی تو تقسیم کے خلاف فیصلہ ہوا اور سب صحابہ کرام نے حضرت عمرؓ سے اتفاق کیا۔ یہ آیت سب صحابہ کرامؓ کے سامنے تھی، وہ شبانہ روز اِس کی تلاوت بھی کرتے تھے مگر اس کا یہ خاص پہلو اس سے پہلے کسی کے ذہن میں نہیں آیا مگر جب اس موقعہ پر حضرت عمرؓ نے اِس کی تلاوت کی تو سب کی آنکھیں کھل گئیں……اس داستان سرائی کا مقصد یہ ہے کہ آج بھی اگر ہم کتاب و سنت کو اپنا نصب العین بنالیں اور اسی کی تحقیق و تجسس کو اپنا مطمحِ نظر بنائیں تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کے حل کے لیے کوئی دشواری نہیں آئے۔

حوادثات چونکہ غیر محدود ہیں اور ہر دن نت نئے مسائل پیش آتے رہتے ہیں۔ اس لیے ہر دور میں ثقہ علماء کرام نے ہمیشہ جمود سے بالاتر ہو کر کتاب و سنت کی روشنی میں ان مسائل پر غور و فکر فرمایا اور انسانیت کی راہنمائی فرمائی جزاء هم الله أحسن الجزاء لیکن مجھے یہ بات کہنے کی بھی اجازت دیجئے کہ اجتہاد اور غور فکر کا یہ میدان محض اسلامیات کے پی ایچ ڈی، کسی اسلامی مملکت کے وزیر قانون یا پاکستان کی طرز پر کسی ملک کی پارلیمنٹ کا نہیں بلکہ ان حضرات کا ہے جن کی دقیق نگاہیں براہِ راست قرآن پاک اور احادیثِ نبوی ﷺ سے مستنیر ہوتی ہیں۔ جن کی عمر کا غالب حصہ انہی کی غوطہ زنی میں اور اسلام کے مزاج کو سمجھنے میں صرف ہوا ہے۔

پھر اسلامی احکام و مسائل کی تحقیق کا دائرہ کار صرف عبادات پر محدود نہیں بلکہ الٰہیات سے لے کر معاش و معاشرت اور معاد تک کے سبھی امور اس میں شامل ہے۔ اور ضرورت اس بات کی ہے کہ دین کے دوسرے ماخذ یعنی سنت پر از سرِ نو غور و فکر کیا جائے۔ متفرق متون کو جو ایک واقعہ سے متعلق ہیں، یکجا کیا جائے جس سے یقیناً نئی راہیں کھلیں گی اور یوں وہ مجموعہ روایات کئی مسائل کے حل میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔ صحیح احادیث کا ذخیرہ بحمد اللہ محفوظ شکل میں موجود ہے، اب ضرورت ہے کہ اسی اسلوب پر صحیح اسلامی تاریخ کو مرتب کیا جائے تاکہ اسلام کے روشن چہرے پر جو بدنام داغ تاریخ کے جھروکوں سے آ وارد ہوئے ہیں، اُن کا مداوا کیا جائے۔ دورِ حاضر میں بعض حضرات نے بحمد اللہ اس کا آغاز بھی کر دیا ہے۔ پھر یہ بات بھی تاریخ کے حوالہ سے یاد رکھنی چاہیے کہ اسے محض تاریخیت کی بنیاد پر نہ دیکھا جائے بلکہ تاریخ اقوام و ملک میں عروج و زوال کے اسباب و دَواعی کو بھی کھول کر بیان کیا جائے۔ یوں ہم اسے قرآن پاک کی زبان میں عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ کا پیغام بنا سکتے ہیں۔ تاریخ کا یہ حقیقی پہلو عموماً ہماری نگاہوں سے او جھل گیا اور اِس حیثیت سے ہم نے اِس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا ہے☆

(ارشاد الحق اثری)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ